تحریر: اسرار الرحمان ایم۔ اے (طورو)

حضرت امام اعظمؒ

(۸۰ ـــــ ۱۵۰ ھ)

۱۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کا اسم گرامی نعمانؒ تھا۔ آپ سن ۸۰ھ کو ثابت بن نعمان کے ہاں کوفہ میں پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگوار کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ خیرات الحسان کے مصنّف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۷ پر لکھا ہے کہ بچپن میں امام صاحب کے والد ثابت بن نعمان، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں لائے گئے جنہوں نے ان کے حق میں دعائے خیر و برکت فرمائی۔

۲۔ علمائے امت کا خیال ہے کہ حضرت علیؓ کی دعا دربارِ الٰہی میں مقبول ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے ثابت کے گھر میں علم و تقویٰ کا وہ چراغ روشن کیا۔ جس کے انوار سے ایک دنیا منوّر ہوگئی۔

۳۔ عام مؤرخین کی رائے میں امام ابو حنیفہؒ ایرانی النسل تھے، کیونکہ ان کے جدِ امجد ایران سے کوفہ میں وارد ہوئے۔ خطیب بغدادی اپنی کتاب میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے دو پوتوں کی روایتیں نقل فرمائی ہیں۔ اُن میں سے عمرؒ بن حمّاد کا خیال ہے کہ اُن کا جد بزرگوار "ماہ" تھا جو کابل سے کوفہ آیا اور دوسرے اسماعیلؒ کی رائے ہے کہ ان کے دادا کا نام المرزبان تھا اور یہ کہ وہ فارس سے تشریف لائے تھے۔ یہ دونوں روایتیں خیرات الحسان کے صفحہ ۲۶ پر موجود ہیں۔

۴۔ حضرت مولانا شبلیؒ نے اپنی کتاب سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۰ پر لکھا ہے کہ مرزبان فارس میں سردار کو کہا کرتے تھے اور "ماہ" عربی لفظ "مہ" کی عربی شکل ہے، اس لفظ کے معنی بھی رئیس اور سردار کے ہیں۔

۵۔ حضرت امام اعظمؒ کے دونوں پوتوں کے اقوال میں ہم یوں تطبیق کر سکتے ہیں کہ اُن کے جدِ امجد کا نام المرزبان یا ماہ تھا جو افغانستان سے فارس اور پھر فارس سے کوفہ تشریف لے گئے تھے۔

۶۔ جناب مولانا سید محمد امین خوگیانی قاضی القضاۃ، سابق افغانستان کی تحقیق کے مطابق حضرت

امام اعظمؒ کے جد بزرگوار ولایت کابل کے درۂ استرغچ میں پیدا ہوئے تھے۔

۷۔ اگر ہم اس بات پر یقین کریں کہ حضرت امام اعظمؒ کے آباؤ اجداد افغانستان کے رہنے والے تھے۔ تو پھر اس حقیقت سے انکار ناممکن ہے کہ حضرت امام اعظمؒ بلحاظِ قومیت افغان تھے۔

۸۔ حضرت امام صاحب کی عمر سولہ سال تھی کہ آپ کے والد ماجد وفات پاگئے۔ اس زمانہ میں سلیمان بن عبدالملک کی حکومت تھی۔ ولید ۹۶ھ میں اس دارِ فانی سے رحلت کر گئے تھے۔

۹۔ سلیمان بن عبدالملک نے حجاج بن یوسف کے مقرر کردہ جرنیلوں کے ساتھ عدل و انصاف کا سلوک روا نہ رکھا بلکہ انہیں معزول کر کے طرح طرح کی اذیتیں دیں۔ قتیبہ بن مسلم، طارق بن زیادؒ، موسیٰ بن نصیرؒ اور فاتح ہند محمد بن قاسمؒ کے خونِ ناحق کا داغ سلیمان بن عبدالملک کے دامن پر ہے۔

۱۰۔ ہائے مولانا ابوالکلام آزادؔ نے کیا خوب فرمایا تھا۔ سبحان اللہ کار دبارِ عالم کی بوالعجبی، اور جہانِ ہزار رنگ کی بوقلمونی! یہ ہے خدمتِ انسانی کا وہ مزد و صلہ جو دنیا نے ہمیشہ اپنے غمگساروں کو دیا ہے۔

۱۱۔ بہرحال اس تاریخی حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سلیمان بن عبدالملک کے دور میں علم وادب نے کافی ترقی کی۔ سلیمان نے ۹۹ھ میں داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ لیکن اپنی وفات سے قبل انہوں نے ایک پاکباز متقی انسان کو اپنا جانشین بنایا، یہ نیک اور دیانتدار آدمی حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ تھا۔

۱۲۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانۂ اقتدار میں دینی علوم کا ایسا چرچا ہوا کہ حضرت امام صاحب کے دل میں حصولِ علم کی چنگاریاں جاگ اٹھیں۔ حسنِ اتفاق سے ایک دن آپ کی ملاقات علامہ شعبیؒ سے ہوئی، یہ بزرگ آدمی کوفہ کے ممتاز علمائے دین اور قضاۃ میں سے تھے۔ آپ نے حضرت امام صاحبؒ کو تحصیل علم وادب کی ترغیب دی۔ حضرت موصوف نے اپنی والدہ صاحبہ کی اجازت سے اس دعوت کو قبول کیا۔

۱۳۔ ابتدا میں آپ نے علم کلام پڑھا لیکن بعد میں فقہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ کوفہ میں ان دنوں علم فقہ کے مانے ہوئے استاد حضرت حمادؒ تھے۔ حضرت حمادؒ مشہور و معروف عالم دین حضرت ابراہیم نخعی کے حلقۂ درس سے مستفیض ہوئے تھے۔ صاحب ترجمان السنۃ نے اپنی کتاب کے صفحہ ۲۲۲ پر تحریر فرمایا ہے کہ جناب حماد صاحبؒ کو اپنے ذہین شاگرد سے بڑی محبت تھی اور انہیں ہمیشہ اگلی صف میں بٹھایا کرتے تھے۔

۱۴۔ حضرت امام صاحبؒ کو بہت جلد احساس ہوا کہ علمِ فقہ کی تکمیل، علم حدیث کے حصول کے بغیر

ممکن نہیں، فقہی مسائل میں تو ان کی پیاس حضرت حماد کی محفل میں بجھ سکتی تھی لیکن علمِ حدیث کا شوقِ فراواں ادھر پورا ہوتے دکھائی نہیں دیتا تھا۔

۱۵۔ حضرت مولانا سید محمد امین الحق صاحب طوروی اپنی کتاب "السہم الحدید فی نحر العنید" کے صفحہ ۱۲ پر تحریر فرماتے ہیں: "ذہبی لکھتے ہیں، ابو حنیفہؒ سب سے بڑے امام عراق کے فقیہہ نعمان بن ثابت کوفی ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور انس بن مالکؓ صحابی کو آپ نے کوفہ میں کئی بار دیکھا ہے، عطاء ابن ابی رباح، نافع بن عبدالرحمان بن ہرمز عدی بن ثابت، سلمہ بن کہیل، عمرو بن دینار، محمد بن علی قتادہؒ، ابی اسحاقؒ اور بڑی جماعت محدثین علمِ حدیث میں آپ کے اساتذہ ہیں" ——
آگے فرماتے ہیں: اور وکیع بن جراحؒ، یزید بن ہارونؒ، سعد بن الصلتؒ، ابو عاصم، عبدالرزاقؒ، عبید اللہ بن موسیٰؒ، ابو نعیمؒ، ابو عبدالرحمان مقریؒ اور بڑی تعداد علمِ حدیث میں آپ کے تلامذہ ہیں۔"

۱۶۔ اوپر کا اقتباس نقل کرنے کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض حضرات کو یہ غلط فہمی ہے کہ امام ابو حنیفہؒ صرف علمِ فقہ میں امام کی حیثیت رکھتے ہیں اور فنِ حدیث میں اُن کا کوئی مقام نہیں۔

۱۷۔ جب حضرت امامؒ کو علمِ حدیث حاصل کرنے کا شوق ہوا تو انہوں نے کوفہ کے ممتاز علمائے حدیث کی صحبت اختیار فرمائی۔ اُن دنوں میں کوفہ علومِ دینیہ کا مرکز تھا۔ کوفہ میں حضرت امام شعبیؒ جیسے فاضل و کامل موجود تھے۔ حضرت امام نے اُن سے بھی فیض حاصل کیا۔ اس کے بعد آپ بصرہ چلے گئے اور حضرت قتادہؒ اور امام شعبہؒ سے اکتساب کیا جو سفیان ثوریؒ کے خیال میں فنِ حدیث کے امیر المؤمنین تھے۔

۱۸۔ حضرت امام صاحبؒ کی ذہانت و فطانت نے ان کو ہمیشہ اپنے حلقہ درس میں امتیازی مقام بخشا۔ فنِ حدیث کے امیر المؤمنین یعنی جناب شعبہؒ اُن کی عدم موجودگی میں اکثر ان کی تعریف فرمایا کرتے تھے۔

۱۹۔ ایک دن امام شعبہؒ نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح مجھے سورج کے روشن ہونے پر یقین ہے۔ اسی طرح میں علم اور ابو حنیفہؒ کو ایک دوسرے سے جدا نہیں سمجھتا۔

۲۰۔ علم کی پیاس بجھانے کے لئے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے حرمین کا سفر بھی اختیار کیا اور اس طرح مکہ میں آپ کو حضرت عطا ابن ابی رباحؒ کی ملاقات نصیب ہوئی جنہوں نے دو سو تک صحابہ کرامؓ دیکھے تھے۔ حضرت عطاؒ کے علاوہ آپ نے حضرت عکرمہؒ سے بھی استفادہ کیا۔

۲۱۔ یہاں سے آپ مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور حضرت سلیمانؒ اور سالم بن عبداللہ جیسے

اکابرین کے دیدار کا شرف حاصل کیا۔ حضرت سلیمان، امّ المومنین حضرت میمونہؓ کا غلام تھا، اور ثانی الذکر سیدنا عمر فاروقؓ کا پوتا ۔۔۔۔ آپ دونوں مدینہ منوّرہ کے اُن سات علمائے کرام میں سے تھے جنہوں نے دینی مسائل کی تحقیق کے لئے مشترکہ طور پر ایک کمیٹی بنائی تھی۔

۲۲۔ مدینہ منوّرہ میں حضرت امام صاحب، امام باقرؒ، امام جعفرؒ، اور زید بن علیؒ کی صحبتوں سے بھی مستفیض ہوئے۔

۲۳۔ حضرت مولانا الحاج سید محمد اسماعیل طوروی اپنی ایک غیر مطبوعہ یادداشت میں تحریر فرماتے ہیں: و امام ابوحنیفہ لیس نزد بعض تابعی انہ قال فی التجنیس والمزید صح ان اباحنیفۃ کان من التابعین ۔۔۔۔ شیخ الاسلام ابن حجرؒ نے اپنی کتاب الخیرات الحسان کے صفحہ ۲۱ پر لکھا ہے کہ آپ نے کوفہ میں صحابہ کرام کی زیارت کی تھی۔ "اِنَّہٗ کَانَ اَدْرَکَ جَمَاعَۃً من الصحابۃ کانوا بالکوفۃ۔"

۲۴۔ ان اقوال کی روشنی میں ہم بڑے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ ہمارے جلیل القدر امام صاحبؒ تابعی تھے اور ان کو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم نشینوں کی ملاقات نصیب ہوئی تھی، مولانا سید امین الحق صاحب طوروی اپنی کتاب "السہم الحدید فی نحر العنید" کے صفحہ ۷ پر رقمطراز ہیں:

"اور بقول شمس الدین ذہبیؒ بار بار حضرت انسؓ سے امام ابوحنیفہؓ ملے ہیں۔"

۲۵۔ حضرت امام صاحبؒ نے حضرت حماد کی زندگی ہی میں درس و تدریس اور مفتی کے فرائض اپنے استاد کی غیر حاضری میں ادا کئے تھے۔ جب ۱۲۰ھ میں حضرت حمادؒ وفات پا گئے تو اتفاق رائے سے اُن کی مسند پر امام ابوحنیفہؒ بٹھائے گئے۔

۲۶۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ بڑے اطمینان اور کمال استقلال کے ساتھ درس و تدریس کرتے رہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تدوین فقہ کا مشکل کام بھی شروع فرمایا۔ تھوڑی مدت میں اطراف واکناف میں آپ کے علم کی شہرت پھیل گئی اور گروہ در گروہ لوگ آپ کی ضیا پاشیوں سے مستنیر ہوتے رہے۔

۲۷۔ تاریخی شواہد سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ ایک مرتبہ مدینہ منوّرہ سے باہر بقیع کے مقام پر حضرت امام مالکؒ کے درس میں شریک ہوئے تھے۔ آپ نے امام صاحب کی بڑی عزت کی اور ان کے ساتھ امتیازی سلوک فرمایا۔ بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ حضرت امام مالکؒ، امام ابوحنیفہؒ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ مگر اس امر میں بعض حضرات کلام کرتے ہیں۔

۲۸۔ رفتہ رفتہ حضرت امام ابوحنیفہؒ کی شخصیت عوام و خواص کی توجہ کا مرکز بن گئی اور جب بھی آپ فریضۂ حج کی ادائیگی کے لئے مکہ معظمہ جاتے تو جوق در جوق لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے حج کے موقع پر دور دراز کے علمائے کبار سے آپ کی ملاقاتیں ہوا کرتی تھیں اور اس طرح خیالات و افکار میں توسیع ہوتی رہی۔

۲۹۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ ایک باوقار اور بااثر دینی شخصیت کے مالک تھے اور سیاست سے عملی طور پر الگ تھلگ رہنے کے باوجود ملکی معاملات میں آپ کا بہت اثر و نفوذ تھا جس وقت کوفہ میں حضرت زید بن علیؒ نے علوی تحریک میں از سر نو جان ڈال دی اور پندرہ ہزار کوفیوں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی تو کہتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ان کی مالی اعانت فرمائی تھی۔ اور ان کے خروج کو باعث ثواب قرار دیا تھا۔ بہرحال یہ تحریک بہت جلد ناکام ہوگئی اور حضرت زیدؒ شہید کر دئے گئے۔ اہل کوفہ نے اپنی روایات کے مطابق وعدہ خلافی کے آئین پر عمل کیا اور خروج کے وقت حضرت زیدؒ کی پشت پر پندرہ ہزار "جانبازوں" میں سے صرف ۱۸ آدمی رہ گئے تھے۔

۳۰۔ مروان کے ایک گورنر ھبیرہ نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کو بعض مصلحتوں کی بنا پر قضا کا عہدہ پیش کیا لیکن آپ نے عہدہ قبول کرنے سے انکار کیا۔ امام صاحبؒ نہیں چاہتے تھے کہ ایک غلط قسم کی حکومت میں شامل ہو جائیں۔ گورنر ھبیرہ نے حضرت امام صاحب کو عدول حکمی کی پاداش میں قید کی سزا دے دی اور بعض روایات کے مطابق کوڑے لگوائے۔

۳۱۔ خلیفہ منصور کے دور اقتدار میں خاندان علیؓ پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹے۔ محمد ابراہیمؒ جو حسن و جمال میں غیرت ماہ و خورشید تھے اور حسن اخلاق اور خوبی کردار میں یگانۂ روزگار تھے۔ ان کو بڑی بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا۔ اس دور میں محمد بن مہدی بن عبداللہ نفس ذکیہ کی تحریک کی آگ سلگ رہی تھی۔ اور اسلامی دنیا میں ان کے حامی پھیل گئے تھے۔ کہتے ہیں حضرت امام مالکؒ نے نفس ذکیہؒ کے حق میں فتویٰ دیا تھا۔ ۱۴۵ھ میں نفس ذکیہؒ نے خروج کیا۔ لیکن بہت جلد آپ شہید ہو گئے۔ اب قیادت ان کے بھائی ابراہیمؒ نے سنبھالی۔ خلیفہ منصور بغداد سے کوفہ آ گئے۔ اس دور میں حضرت امام ابوحنیفہؒ برملا ابراہیمؒ کی حمایت کرتے رہے۔

۳۲۔ سب سے زیادہ خطرناک کام امام صاحبؒ نے یہ کیا کہ منصور کے سالار اعظم حسن بن قحطبہ کو ابراہیمؒ کے مقابلے سے روک لیا۔ جب ابراہیم بن عبداللہ جنگ بصرہ میں شہید ہو گئے تو منصور

ان کی حمایت کرنے والوں کی خبر لینے لگے۔

۳۳۔ خلیفہ منصور نے حضرت امام اعظمؒ کو بغداد بلایا۔ اور ان کی خدمت میں قاضی القضاۃ کا عہدہ پیش کیا۔ حضرت امام صاحبؒ نے معذرت چاہی۔ لیکن خلیفہ منصور نے طیش میں آکر آپ کو جیل بھیج دیا۔

۳۴۔ قید خانہ میں حضرت امام صاحبؒ کو درس و تدریس کی اجازت تھی۔ بغداد کے علمی حلقوں میں حضرت امام صاحبؒ کی شہرت میں اضافہ ہوتا رہا اور عوام الناس میں آپ کے ہمدردوں کی تعداد بڑھتی گئی۔ یہ بات اربابِ اقتدار کو کھٹکتی تھی۔ اس لئے ان کو ایک سوچے سمجھے منصوبے کے مطابق وہ چیز پلائی گئی جو حیاتِ فانی کی دشمن ہے۔ قاضی حسن بن عمارؒ نے آپ کو غسل دیا اور خیزران کے مقبرہ نے آپ کو اپنی گود میں جگہ دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۳۵۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ستر سال کی عمر پائی تھی۔ آپ ایک زبردست فقیہہ اور مقنّن تھے۔ آپ کا عظیم کارنامہ فقہ حنفی کی تدوین ہے۔ اس مقصد کے لئے آپ نے چالیس علماء کی ایک جماعت مقرر فرمائی تھی۔ ان علمائے کرام نے حضرت امام ابو حنیفہؒ کی سرپرستی میں مل کر ۲۹ سال تک کام کیا۔ اور حکومتِ وقت کے دباؤ سے آزاد ہو کر جمہوری اور شورائی طریقے سے تدوینِ قانون کا بوجھ اٹھایا۔ ان کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک مثال رہے گا۔

۳۶۔ حضرت امام صاحبؒ بڑے نیک، پاکباز، متقی، حق گو، مخلص، نڈر، اور مستقل مزاج انسان تھے، آپ کے پاس دولت کی کمی نہ تھی، بڑے فیاض اور باوقار عالم تھے۔ خدا تعالیٰ آن کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ■■

لَا یَمْنَعُ الْکُفْرَ بِتَکْفِیْرًا لِاَنَّہٗ مُکَذِّبٌ لِھٰذَا النَّصِّ الَّذِیْ اَجْمَعَتِ الْاُمَّۃُ اَنَّہٗ غَیْرُ مُاَوَّلٍ وَلَا مَخْصُوْصٍ۔ (الاقتصاد)

روک نہیں سکتا۔ اُمت متفق ہے کہ اس میں تاویل و تخصیص نہیں۔

اسی طرح تمام کتب تفاسیر میں یہی معنی خاتم النبیّین کے بیان ہوئے ہیں اور چونسٹھ صحابہ سے یہی معنی ختم النبوّت فی الآثار میں منقول ہے۔

(باقی آئندہ)